سُورَةُ التَّكْوِيرِ

سُورَةُ التَّكْوِيرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ وَّعِشْرُونَ آيَةً
سورۂ تکویر مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی انتیس آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ﴿١﴾ وَإِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ ﴿٢﴾ وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ﴿٣﴾ وَ
جب سورج کی دھوپ تہ ہو جائے اور جب تارے میلے ہو جائیں اور جب پہاڑ چلائے جائیں اور
إِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ﴿٤﴾ وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ ﴿٥﴾ وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ﴿٦﴾ وَ
جب بیاہی اونٹنیاں چھٹی پھریں اور جب جنگل کے جانوروں میں رول پڑ جائے اور جب دریا جھونکے جائیں اور
إِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ ﴿٧﴾ وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ ﴿٨﴾ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ ﴿٩﴾
جب جیوں کے جوڑے باندھے جائیں اور جب بیٹی جیتی گاڑ دی گئی کو پوچھیں کہ کس گناہ پر وہ ماری گئی
وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ﴿١٠﴾ وَإِذَا السَّمَاءُ كُشِطَتْ ﴿١١﴾ وَإِذَا الْجَحِيمُ سُعِّرَتْ ﴿١٢﴾ وَ
اور جب اعمالنامے کھولے جائیں اور جب آسمان کا پوست اتار لیں اور جب دوزخ دہکائی جائے اور
إِذَا الْجَنَّةُ أُزْلِفَتْ ﴿١٣﴾ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا أَحْضَرَتْ ﴿١٤﴾ فَلَا أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ﴿١٥﴾
جب بہشت پاس لائی جائے جان لیگا ہر ایک جی جو لے کر آیا، سو قسم کھاتا ہوں میں پیچھے ہٹ جانیوالوں
الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ﴿١٦﴾ وَاللَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ ﴿١٧﴾ وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ ﴿١٨﴾ إِنَّهُ
سیدھے چلنے والوں دبک جانیوالوں کی، اور رات کی جب پھیل جائے اور صبح کی جب دم بھرے مقرر یہ
لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ﴿١٩﴾ ذِي قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ ﴿٢٠﴾ مُطَاعٍ
کہا ہے ایک بھیجے ہوئے عزت والے کا قوت والا عرش کے مالک کے پاس درجہ پانے والا سب کا مانا ہوا
ثَمَّ أَمِينٍ ﴿٢١﴾ وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُونٍ ﴿٢٢﴾ وَلَقَدْ رَآهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِينِ ﴿٢٣﴾ وَ
وہاں کا معتبر ہے اور یہ تمہارا رفیق کچھ دیوانہ نہیں اور اس نے دیکھا ہے اس فرشتے کو آسمان کے کھلے کنارہ کے پاس اور

مَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ ﴿٢٤﴾ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيمٍ ﴿٢٥﴾ فَأَيْنَ تَذْهَبُونَ ﴿٢٦﴾
یہ غیب کی بات بتانے میں بخیل نہیں اور یہ کہا ہوا نہیں کسی شیطان مردود کا پھر تم کدھر چلے جا رہے ہو
إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِينَ ﴿٢٧﴾ لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَسْتَقِيمَ ﴿٢٨﴾ وَمَا
یہ تو ایک نصیحت ہے جہان بھر کے واسطے جو کوئی چاہے تم میں سے کہ سیدھا چلے اور تم
تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِينَ ﴿٢٩﴾ ع ۱
جبھی چاہو کہ چاہے اللہ سارے جہان کا مالک

خلاصۂ تفسیر

جب آفتاب بے نور ہو جاویگا اور جب ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر گر پڑیں گے اور جب پہاڑ چلائے جاویں گے اور جب دس مہینے کی گابھن اونٹنیاں چھٹی پھریں گی، اور جب وحشی جانور (مارے گھبراہٹ کے) سب جمع ہو جاوینگے اور جب دریا بھڑکائے جاویں گے (یہ چھ واقعے تو نفخۂ اولی کے وقت ہونگے جبکہ دنیا آباد ہوگی اور اس نفخہ سے یہ تغیرات و تبدلات واقع ہونگے اور اسوقت اونٹنیاں وغیرہ بھی اپنی اپنی حالت پر ہونگی جنمیں بعضے وضع حمل کے قریب ہونگی جو کہ عرب کے نزدیک سب سے زیادہ قیمتی مال ہے جس کی ہر وقت دیکھ بھال کرتے رہتے ہیں مگر اسوقت ہل چل میں کسی کو کہیں کا ہوش نہ رہیگا اور وحوش بھی مارے گھبراہٹ کے سب گڈمڈ ہو جاوینگے اور دریاؤں میں اول طغیانی پیدا ہوگی اور زمین میں شقوق واقع ہو جاویں گے جس سے سب شیریں اور شور دریا ایک ہو جاوینگے جسکا ذکر آئندہ سورت میں وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ میں فرمایا ہے۔ پھر شدت حرارت سے سب کا پانی آگ ہو جاویگا، شاید اول ہوا ہو جاوے پھر ہوا آگ بنجاوے اسکے بعد عالم فنا ہو جاویگا) اور (اگلے چھ واقعات بعد نفخۂ ثانیہ کے ہونگے جنکا بیان یہ ہے کہ) جب ایک ایک قسم کے لوگ اکٹھے کئے جاویں گے (کافر الگ مسلمان الگ، پھر انمیں ایک ایک طریقہ کے الگ الگ) اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے پوچھا جاویگا کہ وہ کس گناہ پر قتل کیگئی تھی (مقصود اس پوچھنے سے زندہ درگور کرنیوالے ظالموں کا اظہار جرم ہے) اور جب نامۂ اعمال کھولدیئے جاوینگے (تاکہ سب اپنے اپنے عمل دیکھ لیں کقولہ تعالیٰ يَلْقٰهُ مَنْشُوْرًا) اور جب آسمان کھل جاوے گا (اور اسکے کھلنے سے آسمان کے اوپر کی چیزیں نظر آنے لگیں گی اور نیز اسکے کھلنے سے غمام کا نزول ہوگا جسکا ذکر پارہ ۱۹ وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ، آیت وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَاۗءُ بِالْغَمَامِ میں آیا ہے) اور جب دوزخ (اور زیادہ) دہکائی جاویگی، اور جب جنت نزدیک کردی جاویگی (کما فی سورۃ ق وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ، جب یہ سب واقعات نفخۂ اولی اور ثانیہ کے واقع ہو جاوینگے تو اسوقت) ہر شخص ان اعمال کو جان لیگا جو لیکر آیا ہے (اور جب ایسا واقعہ اسکا ہونیوالا ہے) تو (میں منکرین کو اسکی حقیقت بتلاتا ہوں اور مصدقین کو اسکے لئے آمادہ کرتا ہوں، اور یہ دونوں امر قرآن کی تصدیق اور اسپر عمل کرنے سے حاصل ہوتے ہیں کہ اسمیں اسکا اثبات اور نجات کا طریق ہے

(اسلئے) میں قسم کھاتا ہوں ان ستاروں کی جو (سیدھے چلتے چلتے) پیچھے کو ہٹنے لگتے ہیں (اور پھر پیچھے ہی کو چلتے رہتے ہیں (اور کبھی پیچھے چلتے چلتے اپنے مطالع میں) جا چھپتے ہیں (ایسا امر پانچ سیاروں کو پیش آتا ہے کہ کبھی سیدھے چلتے ہیں کبھی پیچھے چلتے ہیں اور ان کو خمسہ متحیرہ کہتے ہیں۔ زحل، مشتری، عطارد، مریخ، زہرہ) اور قسم ہے رات کی جب وہ جانے لگے، اور قسم ہے صبح کی جب وہ آنے لگے (آگے جواب قسم ہے) کہ یہ قرآن (اللہ کا) کلام ہے ایک معزز فرشتہ (یعنی جبرئیل علیہ السلام) کا لایا ہوا جو قوت والا ہے (کما فی النجم عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَىٰ اور) مالک عرش کے نزدیک ذی رتبہ ہے (اور) وہاں (یعنی آسمانوں میں) اسکا کہنا مانا جاتا ہے (یعنی فرشتے اسکا کہنا مانتے ہیں جیسا حدیث معراج سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ انکے کہنے سے فرشتوں نے آسمانوں کے دروازے کھولدیئے اور) امانتدار ہے (کہ وحی کو صحیح پہنچا دیتا ہے پس وحی لانیوالا تو ایسا ہے) اور (آگے جن پر وحی نازل ہوئی اُن کی نسبت ارشاد ہے کہ) یہ تمہارے ساتھ کے رہنے والے (محمد صلے اللہ علیہ وسلم جنکا حال بخوبی تم کو معلوم ہے) مجنون نہیں ہیں (جیسا منکرین نبوت کہتے تھے) اور انہوں نے اس فرشتہ کو (اصلی صورت میں آسمان کے) صاف کنارہ پر دیکھا بھی ہے (صاف کنارہ سے مراد بلند کنارہ ہے کہ صاف نظر آتا ہے کما فی النجم وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلَىٰ، اور اسکا مفصل بیان سورۂ نجم میں گزرا ہے) اور یہ پیغمبر مخفی (بتلائی ہوئی وحی کی) باتوں پر بخل کرنیوالے بھی نہیں (جیسا کاہنوں کی عادت تھی کہ رقم لے کر کوئی بات بتلاتے تھے اس سے کہانت کی بھی نفی ہوگئی اور اس کی بھی کہ آپ اپنے کام کا کسی سے معاوضہ لیں) اور یہ قرآن کسی شیطان مردود کی کہی ہوئی بات نہیں ہے (اس سے نفی کہانت کی اور تاکید ہوگئی، حاصل یہ کہ نہ آپ مجنون ہیں نہ کاہن، نہ صاحب غرض، اور وحی لانیوالے کو پہچانتے بھی ہیں اور وحی لانیوالا ایسا ایسا ہے پس لا محالہ یہ اللہ کا کلام اور آپ اللہ کے رسول ہیں، اور یہ قسمیں مطلوب مقام کے نہایت مناسب ہیں چنانچہ ستاروں کا سیدھا چلنا اور لوٹنا اور چھپ جانا مشابہ ہے فرشتے کے آنے اور واپس جانے اور عالم ملکوت میں جا چھپنے کے اور رات کا گزرنا اور صبح کا آنا مشابہ ہے قرآن کے سبب ظلمت کفر کے رفع ہو جانے اور نور ہدایت کے ظاہر ہو جانے کے، جب یہ بات ثابت ہے) تو تم لوگ (اس بارہ میں) کدھر کو چلے جا رہے ہو (کہ نبوت کے منکر ہو رہے ہو) بس یہ تو (بالعموم) دُنیا جہان والوں کے لئے ایک بڑا نصیحت نامہ ہے (اور بالخصوص) ایسے شخص کے لئے جو تم میں سے سیدھا چلنا چاہے (عام لوگوں کے لئے ہدایت اس معنے سے ہے کہ اُن کو سیدھا راستہ بتلا دیا اور مؤمنین متقین کے لئے اس معنے سے کہ اُن کو منزلِ مقصود پر پہنچا دیا) اور (بعض کے نصیحت قبول نہ کرنے سے اسکے نصیحت نامہ ہونے میں شبہ نہ کیا جاوے کیونکہ) تم بدون خدائے رب العالمین کے چاہے کچھ نہیں چاہ سکتے ہو (یعنی فی نفسہ تو نصیحت ہے لیکن تاثیر اس کی موقوف مشیت پر ہے جو بعض لوگوں کے لئے متعلق ہوتی ہے اور بعض کے لئے کسی حکمت سے متعلق نہیں ہوتی)

معارف و مسائل

إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ، تکویر سے مشتق ہے اسکے معنے بے نور ہو جانے کے بھی آتے ہیں۔ حسن بصری رح کی یہی تفسیر ہے اور اسکے معنے ڈالدینے پھینک دینے کے بھی آتے ہیں۔ ربیع ابن خیثم نے اسکی یہی تفسیر کی ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ آفتاب کو سمندر میں ڈالدیا جائیگا جس کی گرمی سے سارا سمندر آگ بن جائیگا، اور ان دونوں میں کوئی تضاد نہیں ہو سکتا ہے کہ اول آفتاب کو بے نور کر دیا جائے پھر اس کو سمندر میں ڈالدیا جائے۔ صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شمس و قمر قیامت کے دن دریا میں ڈالدیئے جاوینگے اور مسند بزار میں اس کیساتھ یہ بھی ہے کہ جہنم میں ڈالدیئے جاوینگے ابن ابی حاتم، ابن ابی الدنیا اور ابو الشیخ نے ان آیات کے متعلق یہ نقل کیا ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ شمس و قمر اور تمام ستاروں کو سمندر میں ڈالدینگے اور پھر اُس پر تیز ہوا چلے گی جس سے سارا سمندر آگ ہو جاویگا، اس طرح یہ کہنا بھی صحیح ہوگیا کہ شمس و قمر کو دریا میں ڈالدیا جائے گا، اور یہ کہنا بھی درست رہا کہ جہنم میں ڈالدیا جائیگا کیونکہ سارا سمندر اسوقت جہنم بن جائے گا۔ (مستفاد من المظہری والقرطبی)

وَإِذَا النُّجُومُ انكَدَرَتْ، انکدار سے مشتق ہے اسکے معنے سقوط اور گرنے کے ہیں سلف سے یہی تفسیر منقول ہے اور مراد یہ ہے کہ آسمان کے سب ستارے سمندر میں گر پڑیں گے جیسا کہ مذکورہ روایات میں اسکی تفصیل آچکی ہے

وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ، یہ عرب کی عادت کیمطابق بطور مثال کے فرمایا ہے کیونکہ اسکے پہلے مخاطب عرب لوگ تھے انکے نزدیک دس مہینے کی گابھن اونٹنی ایک بڑی دولت سمجھی جاتی تھی کہ اُس سے دودھ اور بچے کا انتظار ہوتا تھا اور وہ اُس کی دُم سے لگے پھرتے تھے کسی وقت اُس کو آزاد نہ چھوڑتے تھے۔

وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ، سجرت، تسجیر سے مشتق ہے جس کے معنے آگ لگانے اور بھڑکانے کے بھی آتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رض نے اس جگہ یہی معنے لئے ہیں اور اسکے معنے بھر دینے کے بھی آتے ہیں اور گڈمڈ خلط ملط کر دینے کے بھی بعض ائمہ تفسیر نے یہی معنے لئے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ انمیں کوئی اختلاف نہیں۔ پہلے سمندر اور میٹھے دریاؤں کو ایک کر دیا جائیگا درمیان کی رکاوٹیں ختم کر دی جاوینگی جس سے دریائے شور اور شیریں دریاؤں کے پانی خلط ملط بھی ہو جائیں گے اور زیادہ بھی، پھر شمس و قمر اور ستاروں کو اُس میں ڈالدیا جائے گا پھر اس تمام پانی کو آگ بنا دیا جائیگا جو جہنم میں شامل ہو جائیگا (مظہری)

وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ، یعنی جبکہ حاضرین محشر کے جوڑے جوڑے اور جتھے بنا دیئے جاویں گے یہ جتھے اور جماعتیں ایمان و عمل کے اعتبار سے ہونگے کہ کافر ایک جگہ مؤمن ایک جگہ، پھر کافر و مؤمن میں بھی اعمال و عادات کا فرق ہوتا ہے، انکے اعتبار سے کفار میں بھی مختلف قسم کے گروہ ہو جائیں گے اور مسلمانوں میں بھی یہ گروہ عقیدے اور عمل میں اشتراک کی بنا پر ہونگے جیسا کہ بیہقی نے بروایت حضرت نعمان بن بشیر رض

حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت کیا ہے کہ جو لوگ ایک جیسے اعمال کرتے ہونگے وہ ایک جگہ کر دیئے جاوینگے اعمال حسنہ ہوں یا سیئہ، مثلاً اچھے مسلمانوں میں علم دین کی خدمت کرنیوالے علماء ایک جگہ، عباد و زہاد ایک جگہ جہاد کرنے والے غازی ایک جگہ، صدقہ خیرات میں خصوصیت رکھنے والے ایک جگہ۔ اسی طرح بداعمال لوگوں میں چور ڈاکو ایک جگہ، زناکار فحاش ایک جگہ، دوسرے خاص خاص گناہوں میں باہم شریک رہنے والے ایک جگہ ہو جائیں گے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محشر میں ہر شخص اپنی قوم کیساتھ ہوگا (مگر یہ قومیت نسبی یا وطنی نہیں بلکہ عمل وعقیدہ کے اعتبار سے ہوگی) نیک عمل کرنیوالے ایک جگہ بدعمل والے دوسری جگہ ہونگے اور اس پر آیت قرآنی سے استشہاد فرمایا وَكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً یعنی محشر میں لوگوں کے بڑے گروہ تین ہونگے جیسا کہ سورۂ واقعہ کی آیت میں اسکی تفصیل یہ آئی ہے کہ ایک گروہ سابقین اولین کا ہوگا، دوسرا اصحاب الیمین کا، یہ دونوں گروہ نجات پانیوالے ہونگے تیسرا گروہ اصحاب الشمال کا ہوگا جو کفار فجار پر مشتمل ہوگا۔

وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ، موءودۃ وہ لڑکی جس کو زندہ دفن کر دیا گیا جیسا کہ جاہلیت عرب میں یہ رسم تھی کہ لڑکی کو اپنے لئے موجب عار سمجھتے تھے اور زندہ ہی اس کو دفن کر دیتے تھے اسلام نے یہ رسم بد مٹائی، اس آیت میں قیامت وحشر کے حالات کے بیان میں ارشاد ہوا کہ جب اُس لڑکی سے سوال کیا جائیگا جسکو زندہ درگور کرکے مار دیا گیا تھا، ظاہر الفاظ سے یہ ہے کہ یہ سوال خود اس لڑکی سے ہوگا، اُس سے پوچھا جائے گا کہ تجھے کس جرم میں قتل کیا گیا، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ مقصود اس سے سوال کرنیکا یہ ہے کہ یہ اپنی بے گناہی اور مظلوم ہونیکی پوری فریاد بارگاہ رب العزت میں پیش کرے تاکہ اُسکے قاتلوں سے انتقام لیا جائے، اور یہ بھی ممکن ہے کہ مراد یہ ہو کہ موءودہ لڑکی کے بارے میں اسکے قاتلوں سے سوال کیا جائیگا کہ اس کو تم نے کس جرم میں قتل کیا۔

فائدہ مہمہ | یہاں بہرحال ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قیامت کا تو نام ہی یوم الحساب یوم الجزاء یوم الدین ہے اسمیں تو ہر شخص سے اسکے سبھی اعمال کا محاسبہ اور سوال ہونگے اس جگہ خصوصی احوال اور اہوال قیامت کے سلسلہ میں خاص موءودہ لڑکی کے معاملے میں اور اسکے متعلق سوال ہونے کو اتنی اہمیت اور خصوصیت کیساتھ ذکر کرنے میں کیا حکمت ہے؟ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وجہ خصوصیت یہ ہے کہ یہ مظلوم لڑکی جس کو خود اسکے ماں باپ نے قتل کیا ہے اسکے خون کا انتقام لینے کے لئے اس کی طرف سے کوئی دعوے کرنے والا تو ہے نہیں خصوصاً جبکہ اسکو خفیہ دفن کر دیا ہو تو کسی کو اس کی خبر بھی نہیں ہوتی کہ شہادت دے سکے محشر کے میدان میں جو عدل وانصاف کی عدالت الٰہیہ قائم ہوگی، وہ ایسے مظالم کو بھی سامنے لائیگی جس کے ظلم پر نہ کوئی شہادت ہے نہ کوئی اس مظلوم کا پرسان حال ہے۔ واللہ اعلم

چار ماہ کے بعد اسقاط حمل قتل کے حکم میں ہے

مسئلہ۔ بچوں کو زندہ دفن کر دینا یا قتل کر دینا سخت گناہ کبیرہ اور ظلم عظیم ہے اور چار ماہ کے بعد کسی حمل کو گرانا بھی اسی حکم میں ہے کیونکہ چوتھے مہینہ میں حمل میں

رُوح پڑ جاتی ہے اور وہ زندہ انسان کے حکم میں ہوتا ہے اسی طرح جو شخص کسی حاملہ عورت کے پیٹ پر ضرب لگائے اور اس سے بچہ ساقط ہو جائے تو باجماع اُمت مارنے والے پر اس کی دیت میں غُرّہ یعنی ایک غلام یا اسکی قیمت واجب ہوتی ہے اور اگر بطن سے باہر آنیکے وقت وہ زندہ تھا پھر مر گیا تو پوری دیت بڑے آدمی کے برابر واجب ہوتی ہے اور چار ماہ سے پہلے اسقاط حمل بھی بدون اضطراری حالات کے حرام ہے مگر پہلی صورت کی نسبت کم ہے کیونکہ اسمیں کسی زندہ انسان کا قتل صریح نہیں ہے (مظہری)

مسئلہ۔ کوئی ایسی صورت اختیار کرنا جس سے حمل قرار نہ پائے جیسے آجکل دُنیا میں ضبط تولید کے نام سے اسکی سیکڑوں صورتیں رائج ہو گئی ہیں اس کو بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وأدِ خفی فرمایا ہے یعنی خفیہ طور سے بچے کو زندہ درگور کر دینا (کما رواہ مسلم عن جذامۃ بنت وہب) اور بعض دوسری روایات میں جو عزل یعنی ایسی تدبیر کرنا کہ نطفہ رحم میں نہ جائے، اس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے سکوت یا عدم ممانعت منقول ہے وہ ضرورت کے مواقع کے ساتھ مخصوص ہے وہ بھی اس طرح کہ ہمیشہ کے لئے قطع نسل کی صورت نہ بنے (مظہری) آجکل ضبط تولید کے نام سے جو دوائیں یا معالجات کئے جاتے ہیں اُن میں بعض ایسے بھی ہیں کہ ہمیشہ کے لئے سلسلہ نسل واولاد کا منقطع ہو جائے اس کی کسی حال اجازت شرعاً نہیں ہے واللہ اعلم

وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ، کشط کے لغوی معنے جانور کی کھال اُتارنے کے ہیں، بظاہر یہ حال قیامت کا نفخہ اولیٰ کے وقت کا ہے جو اسی دُنیا میں پیش آئیگا کہ آسمان کی زینت جن ستاروں اور شمس وقمر سے تھی وہ سب بے نور ہو کر دریا میں ڈالدیئے جاویں گے آسمان کی موجودہ ہیئت بدل جاویگی، اس کو کشط کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور بعض حضرات مفسرین نے کشط کے معنے لپیٹنے کے لکھے ہیں اور معنی آیت کے یہ ہونگے کہ آسمان جو چھت کیطرح سروں پر محیط ہے یہ لپیٹ دیا جائے گا۔

عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ، یعنی جب قیامت کے حالات مذکورہ پیش آویں گے اُسوقت ہر انسان جان لیگا کہ وہ اپنے ساتھ کیا سامان لایا ہے۔ سامان سے مراد اُسکا نیک یا بدعمل ہے کہ وہ سب اعمال اسکے سامنے آجاویں گے جو دُنیا میں کئے تھے خواہ اس طرح کہ صحائف اعمال میں لکھے ہوئے اسکے ہاتھ میں آجائیں یا اسطرح کہ یہ اعمال کسی خاص شکل وصورت میں اسکے سامنے آویں جیسا کہ بعض روایات حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔ قیامت کے احوال اور ہولناک مناظر اور وہاں محاسبہ اعمال کا ذکر فرمانے کے بعد حق تعالیٰ نے چند ستاروں کی قسم کھا کر فرمایا کہ یہ قرآن حق ہے اللہ کی طرف سے بڑی حفاظت کیساتھ بھیجا گیا ہے اور جس ذات پر نازل ہوا ہے وہ ذات ایک بڑی ہستی ہے وحی لانے والے فرشتے کو وہ پہلے سے جانتے پہچانتے تھے اسلئے اسکے حق ہونے میں کسی شک وشبہ کی راہ نہیں۔ جن ستاروں کی قسم یہاں کھائی گئی وہ پانچ ستارے ہیں جن کو علم ہیئت فلکیات میں خمسہ متحیرہ کہتے ہیں اور متحیرہ کہنے کیوجہ یہ ہے کہ ان پانچوں ستاروں کی حرکت دُنیا میں اسطرح دیکھی جاتی ہے کہ کبھی مشرق سے مغرب کیطرف چل رہے ہیں کبھی پھر پیچھے کو مغرب سے مشرق کیطرف

چلنے لگتے ہیں اسکی وجہ کیا، اور دو مختلف حرکتوں کا سبب کیا ہے، اسکے بارے میں قدیم فلسفہ یونان والوں کے مختلف اقوال ہیں اور جدید فلسفہ والوں کی تحقیق اُن میں سے بعض کیمطابق ہے بعض کے خلاف اور حقیقت کا علم، پیدا کرنیوالے کے سوا کسی کو نہیں، سب تخمینے اور اندازے ہی ہیں جو غلط بھی ہو سکتے ہیں صحیح بھی قرآن حکیم نے اُمت کو اس فضول بحث میں نہیں اُلجھایا، جتنی بات اُن کے فائدہ کی تھی وہ بتلادی کہ وہ رب العزت جل شانہ کی قدرتِ کاملہ اور حکمتِ بالغہ کا اسمیں مشاہدہ کریں اور ایمان لائیں۔

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۝ ذِيْ قُوَّةٍ الخ، ستاروں کی قسم کے بعد فرمایا کہ یہ قرآن قول ہے ایک رسولِ کریم کا، آگے اس رسولِ کریم کی صفت ایک تو یہ بیان فرمائی کہ وہ ذی قوت ہے، دوسری یہ کہ ربّ العرش کے پاس وہ مُطاع ہے کہ اسکے احکام عرش والے مانتے ہیں، تیسری یہ کہ وہ اللہ کے نزدیک امین ہے اس سے پیغام لانے اور پہنچانے میں کسی خیانت اور کمی بیشی کا امکان نہیں۔ اس جگہ رسولِ کریم سے مُراد بظاہر جبریل امین ہیں کیونکہ لفظ رسول کا جیسے انبیاء پر اطلاق ہوتا ہے ایسے ہی فرشتوں کے لئے بھی یہ لفظ بولا جاتا ہے اور آگے جتنی صفات رسول کی بیان کی گئی ہیں وہ سب جبریل امین پر بغیر کسی تکلف و تاویل کے منطبق ہیں، انکا ذی قوت ہونا سورۂ نجم میں صراحۃً مذکور ہے عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى، اہلِ عرش وسمٰوات میں اُن کا مُطاع ہونا اور اُن کے احکام کی پیروی کرنا لیلۃ المعراج کی حدیث سے ثابت ہے کہ جب جبریل امین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لے کر آسمان پر پہنچے اور آسمانوں کے دروازے کھلوانے کا ارادہ کیا تو دروازوں پر مقرر فرشتوں نے ان کے حکم کی اطاعت کی اور امین ہونا جبریل علیہ السلام کا ظاہر ہے۔ اور بعض ائمہ تفسیر نے اس جگہ رسولِ کریم سے مراد محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو قرار دیا ہے اور صفاتِ مذکورہ کو کسیقدر تکلف سے آپ کی ذات پر منطبق کیا ہے واللہ اعلم۔ آگے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمتِ شان اور کفار کے بیہودہ الزاموں کا جواب ہے وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ، یہ اُن کفار کے بیہودہ اعتراض کا جواب ہے جو معاذ اللہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مجنون کہتے تھے وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ یعنی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جبریل امین کو کھلے اُفق پر دیکھا ہے جیساکہ سورۂ نجم میں فَاسْتَوٰى وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى، اور مقصود اسکے ذکر کرنے سے یہ ہے کہ وحی لانے والے فرشتے جبریل سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم خوب واقف تھے، اُن کو اصلی ہیئت وصورت میں بھی دیکھ چکے تھے اس لئے اس وحی میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں، باقی مضمونِ آیات خلاصۂ تفسیر میں واضح ہو چکا ہے۔

تمت سورۃ التکویر بحمد اللہ تعالیٰ یوم الاربعاء ۲ شعبان سنہ ۱۳۹۱ھ

سُوْرَةُ الْاِنْفِطَارِ

سُوْرَةُ الْاِنْفِطَارِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعَ عَشْرَةَ اٰيَةً

سورۂ انفطار مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی انیس آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ۝١ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ۝٢ وَاِذَا الْبِحَارُ

جب آسمان چر جائے اور جب تارے جھڑ پڑیں اور جب دریا

فُجِّرَتْ ۝٣ وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ۝٤ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ ۝٥

اُبل نکلیں اور جب قبریں زیر و زبر کردی جائیں جان لے ہر ایک جی جو کچھ کہ آگے بھیجا اور پیچھے چھوڑا

يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۝٦ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ

اے آدمی کس چیز سے بہکا تو اپنے رب کریم پر جس نے تجھ کو بنایا پھر تجھ کو ٹھیک کیا

فَعَدَلَكَ ۝٧ فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ۝٨ كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ

پھر تجھ کو برابر کیا جس صورت میں چاہا تجھ کو جوڑ دیا ہرگز نہیں پر تم جھوٹ جانتے ہو

بِالدِّيْنِ ۝٩ وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ۝١٠ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ۝١١ يَعْلَمُوْنَ

انصاف کا ہونا اور تم پر نگہبان مقرر ہیں عزت والے عمل لکھنے والے جانتے ہیں جو کچھ

مَا تَفْعَلُوْنَ ۝١٢ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ۝١٣ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ ۝١٤

تم کرتے ہو بیشک نیک لوگ بہشت میں ہیں اور بیشک گنہگار دوزخ میں ہیں

يَّصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ ۝١٥ وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَآئِبِيْنَ ۝١٦ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا

ڈالے جائیں گے اسمیں انصاف کے دن اور نہ ہونگے اس سے جدا ہونے والے اور تجھ کو کیا خبر ہے کیسا ہے

يَوْمُ الدِّيْنِ ۝١٧ ثُمَّ مَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝١٨ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ

دن انصاف کا پھر بھی تجھ کو کیا خبر ہے کیسا ہے دن انصاف کا جس دن کہ بھلا نہ کر سکے کوئی جی